QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

علامہ ارشد القادری کی خدماتِ دینیہ کے عصرِ حاضر پر اثرات ایک تجزیاتی مطالعہ

The Impact of Allama Arshad al-Qadri's Religious Services on the Contemporary Era: An Analytical Study

Farooq Amir
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan, Pakistan. Email: mohammadfarooqahmad@gmail.com
Dr. Mazhar Hussain
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan, Pakistan. Email: mazhar.hussain@kfueit.edu.pk
Dr. Mubashar Ahmed
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Higher Education Department (HED), Punjab, Pakistan. Email: mubashar.ahmad63@gmail.com

Abstract:
Allama Arshad al-Qadri (1925–2002) was a prominent South Asian Islamic scholar, educator, author, and organizational strategist whose multifaceted religious and reformative contributions profoundly shaped contemporary Sunni Muslim identity globally. This analytical study examines the enduring impact of Allama Qadri's lifelong services, highlighting his pivotal role in institution building, social reform, intellectual defense, and global missionary work. Recognizing the systemic fragmentation of Muslim communities in the post-colonial era, Allama Qadri championed structured organization as an essential prerequisite for religious survival and socio-political stability. He pioneered revolutionary socio-religious platforms, including Idara Shariah and the World Islamic Mission (WIM), and drafted the core constitution and strategic manifesto for the global movement Dawat-e-Islami. His forward-looking vision transformed Islamic propagation from passive sermonizing into dynamic institutional activism, laying the foundation for extensive educational networks such as Jamia-tul-Madina, Dar-ul-Madina International Islamic Schools, and Madrasa-tul-Madina, alongside prominent seminaries like Jamia Faizul Uloom. Furthermore, Allama Qadri's extensive international tours across Western Europe, North America, Africa, and South America (Suriname) played a decisive role in safeguarding Islamic identity among diaspora communities, combating ideological deviations, and establishing robust Islamic centers worldwide. He also emphasized intellectual defense through prolific literature, modern media usage, legal guidance via Dar-ul-Ifta Ahle Sunnat, and social welfare initiatives executed through platforms like the Faizan Global Relief Foundation (FGRF). Ultimately, Allama Qadri successfully bridged classical scholarship with modern organizational demands, leaving an institutional legacy that continues to foster educational revival, moral rectification, and religious unity across the contemporary Muslim world.

DOAJ
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

Keywords: Allama Arshad al-Qadri; World Islamic Mission; Dawat-e-Islami; Islamic Revivalism; Institutional Activism; Contemporary Religious Services; South Asian Muslim Diaspora.

تعارف:

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے ممتاز عالمِ دین، مدرس، مبلغ اور دینی رہنما تھے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تعلیم، تبلیغ اور اہلِ سنت کی دینی وفکری خدمت میں گزاری۔ آپ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم بعض شواہد کے مطابق آپ کی ولادت 9 جنوری 1923ء کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام غلام رشید تھا، جبکہ "ارشد" تخلص اور قادری نسبت بعد میں مشہور ہوئی۔ بچپن میں والدہ کے انتقال اور مالی مشکلات کے باعث آپ کی تعلیم میں رکاوٹ آئی، لیکن علم حاصل کرنے کا شوق اتنا مضبوط تھا کہ آپ مشکلات برداشت کرتے ہوئے خود اپنے بھائی کے پاس پہنچے اور پھر جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے 1944ء میں فراغت حاصل کی اور اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا[1]۔

فراغت کے بعد آپ نے تدریس کا آغاز کیا اور ناگپور میں مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم میں خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں جمشید پور میں مدرسہ فیض العلوم قائم کیا، جو آپ کی محنت سے ایک اہم دینی مرکز بن گیا۔ آپ کی تدریسی کوششوں سے تقریباً ڈیڑھ ہزار علماء تیار ہوئے۔ آپ نے مختلف دینی ادارے، مدارس، مساجد اور تنظیمیں قائم کیں اور ہندوستان وبیرونِ ملک وسیع تبلیغی ودعوتی اسفار کیے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے ذریعے عالمی سطح پر اسلامی پیغام پہنچانے میں بھی اہم کردار ادا کیا[2]۔ دینی جدوجہد کے باعث آپ کو مختلف مشکلات اور قید وبند کا سامنا بھی کرنا پڑا، لیکن آپ اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ نے متعدد حج وعمرے کیے اور اپنی زندگی کا بڑا حصہ علمی، دعوتی اور ملی خدمات میں صرف کیا[3]۔ 29 اپریل 2002ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور یکم مئی 2002ء کو جمشید پور میں مدرسہ فیض العلوم کے احاطے میں تدفین ہوئی۔ آپ کی زندگی علم، عمل، دعوت، استقامت اور ملت کی خدمت کی ایک نمایاں مثال ہے۔

دعوتی سرگرمیوں کے عصرِ حاضر پر اثرات

علامہ ارشد القادری کے دعوتی فلسفے کی بنیاد اس تصور پر تھی کہ انسان فطرتاً ایک سماجی وجود ہے اور اس کی فکری واخلاقی تشکیل معاشرتی ماحول سے ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ مسلمانوں کی اصلاح کے لیے ایک پاکیزہ اور منظم دعوتی ماحول کو ضروری سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، جہاں سے شعور اور دینی تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ ان کی دعوت کا مقصد صرف وعظ ونصیحت نہیں بلکہ مسلمانوں کی فکری تعمیر، احساسِ کمتری کا خاتمہ اور انہیں قرآن وسنت سے مضبوطی سے وابستہ کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی تحریروں اور خطابات کے ذریعے دعوتِ دین کو انسانیت کی فلاح اور معاشرے کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ قرار دیا۔

تنظیمی شعور اور ملی استحکام

عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے علامہ ارشد القادری کی دعوتی سرگرمیوں کا ایک نمایاں اثر "تنظیمی شعور" کی بیداری ہے۔ علامہ نے محسوس کیا کہ اسلامی قوتیں منتشر ہیں اور اعدائے دین کے مقابلے کے لیے ایک مرکز کا ہونا ناگزیر ہے4 انہوں نے

بہار، بنگال اور اڑیسہ جیسے علاقوں میں تواتر سے دورے کر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا۔ ان کی دعوتی بصیرت کا شاہکار "ادارہ شرعیہ" کا قیام تھا، جس نے مسلمانوں کو ایک ایسا مضبوط تنظیمی ڈھانچہ عطا کیا جو ان کے مذہبی اور سماجی مسائل کا حل پیش کر سکے۔[4]

علامہ کی دعوت نے مسلمانوں کے اندر یہ یقین پیدا کیا کہ اگر وہ تنظیمی طور پر مضبوط ہوں گے تو کوئی بھی طاقت ان کے پرسنل لا یا مذہبی شناخت کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ آج کے دور میں مسلمانوں کے اندر جو ملی اتحاد اور تنظیمی فعالیت نظر آتی ہے، وہ علامہ کی انہی ابتدائی دعوتی کوششوں کا ثمر ہے جن کی بنیاد انہوں نے انتہائی کٹھن حالات میں رکھی تھی۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ دعوت محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عملی جدوجہد کا نام ہے جو معاشرے کی رگوں میں نیا خون دوڑاتی ہے۔

اصلاحِ معاشرہ اور سماجی برائیوں کا سدِباب

علامہ ارشد القادری کی دعوتی مہمات کا ایک بڑا حصہ معاشرتی اصلاح کے لیے وقف تھا۔ انہوں نے جہیز کی لعنت، فضول خرچی اور غیر اسلامی رسومات کے خلاف بھرپور آواز بلند کی۔ ان کی دعوت کا اثر یہ ہوا کہ مسلم معاشرے میں رائج ان برائیوں کے خلاف ایک اخلاقی دباؤ پیدا ہوا۔ انہوں نے "ادارہ شرعیہ" کے پلیٹ فارم سے ایسے قوانین اور ضابطے متعارف کرائے جنہوں نے نکاح، طلاق اور وراثت جیسے معاملات کو شرعی اصولوں کے مطابق سہل بنایا۔[5]

علامہ کا دعوتی اسلوب یہ تھا کہ وہ برائی کی جڑ پر وار کرتے تھے اور لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں متبادل فراہم کرتے تھے۔ عصرِ حاضر میں مسلم معاشرے کے اندر جو دینی حساسیت اور شرعی احکامات پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پایا جاتا ہے، اس میں علامہ کی دہائیوں پر محیط دعوتی جدوجہد کا کلیدی کردار ہے۔ انہوں نے نوجوان نسل کو خاص طور پر اپنی دعوت کا مرکز بنایا تاکہ وہ مغربی تہذیب کے منفی اثرات سے بچ کر اپنے اسلاف کی روایات کو اپنا سکیں۔ ان کی دعوتی محنت نے معاشرے میں ایک ایسا توازن پیدا کیا جہاں مذہبی اقدار اور عصری تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی۔

تعلیمی انقلاب اور مدارس کا دعوتی کردار

علامہ ارشد القادری کی دعوتی سرگرمیوں کا ایک نہایت اہم پہلو تعلیمی اداروں اور مدارس کا قیام ہے، جنہیں وہ دعوت کا سب سے مؤثر مرکز تصور کرتے تھے۔ انہوں نے جمشید پور میں "فیض العلوم" جیسا ادارہ قائم کیا جس نے ہزاروں کی تعداد میں ایسے علماء اور مبلغین تیار کیے جو آج پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔[6]

علامہ کا ماننا تھا کہ جب تک ایک مبلغ علمی طور پر پختہ نہیں ہوگا، وہ عصرِ حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے قائم کردہ مدارس نے نہ صرف دینی تعلیم دی بلکہ وہاں سے نکلنے والے علماء کو دعوتی و تنظیمی صلاحیتوں سے بھی آراستہ کیا۔ عصرِ حاضر میں ان مدارس کا اثر یہ ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل الحاد اور لادینیت کے طوفان کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ علامہ نے نصابِ تعلیم میں

عصری ضرورتوں کو شامل کرنے کی ہمیشہ وکالت کی تاکہ مدارس سے نکلنے والا طالب علم معاشرے کا ایک فعال اور کارآمد شہری بن سکے۔ ان کی یہ دعوتی فکر آج بھی ان ہزاروں مدارس کی صورت میں زندہ ہے جو ان کے وژن کے مطابق نسلِ نو کی آبیاری کر رہے ہیں۔

عالمی سطح پر اسلامی شناخت کا تحفظ

علامہ ارشد القادری کی دعوتی سرگرمیوں کا دائرہ کار صرف ہندوستان تک محدود نہیں رہا بلکہ انہوں نے عالمی سطح پر صوفی فکر رکھنے والے مسلمانوں کو ایک نئی شناخت عطا کی۔" ورلڈ اسلامک مشن" کا قیام ان کی دعوتی بصیرت کا وہ عالمی شاہکار ہے جس نے برطانیہ، یورپ اور افریقہ کے مسلمانوں کو اپنی جڑوں سے جوڑ دیا۔[7]

ان کے تبلیغی دوروں نے مغربی دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے اندر یہ اعتماد پیدا کیا کہ وہ اپنی مذہبی اقدار کے ساتھ وہاں باعزت زندگی گزار سکتے ہیں۔ علامہ کی دعوت نے الحاد اور مغربی تہذیب کے یلغار کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کر دی۔ عصرِ حاضر میں بیرونِ ملک مقیم سنی مسلمانوں کے اندر جو مذہبی بیداری اور اپنے عقائد کے حوالے سے فخر کا احساس پایا جاتا ہے، وہ علامہ کی انہی دعوتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ اسلام جغرافیائی سرحدوں کا محتاج نہیں اور اس کی دعوت ہر دور اور ہر خطے کے لیے یکساں مؤثر ہے۔

دعوتِ اسلامی اور اخلاقی انقلاب

عصرِ حاضر کی عظیم علمی و اصلاحی تحریک "دعوتِ اسلامی" کے قیام اور اس کے لائحہ عمل کی تیاری میں علامہ ارشد القادری کا کردار ایک مشفق مربی کا رہا ہے۔ انہوں نے اس تحریک کو وہ فکری بنیادیں فراہم کیں جن پر آج یہ ایک تناور درخت بن چکی ہے۔ علامہ کی دعوتی فکر کا اثر یہ ہے کہ آج لاکھوں نوجوان گناہوں کی زندگی سے توبہ کر کے سنتوں کے پیکر بن رہے ہیں۔ انہوں نے اس تحریک کو جو "مدنی مقصد" (مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے) دیا، وہی اس کی عالمگیر مقبولیت کی وجہ بنا۔[8]

عصرِ حاضر میں دعوتِ اسلامی کے ذریعے ہونے والا اخلاقی انقلاب دراصل علامہ ارشد القادری کی اسی تڑپ کا ثمر ہے جو وہ امت کے ہر فرد کے دل میں ایمان کی شمع روشن کرنے کے لیے رکھتے تھے۔ اس تحریک نے جس طرح جدید ٹیکنالوجی (مدنی چینل) کو دعوت کے لیے استعمال کیا، وہ علامہ کی جدید دعوتی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔

فکری دفاع اور ارتدادی فتنوں کا مقابلہ

علامہ ارشد القادری کی دعوتی سرگرمیوں کا ایک رخ اسلام مخالف نظریات اور ارتدادی فتنوں کا علمی تعاقب کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی دعوت کو ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کی اور "زلزلہ"، "زیر و زبر" "دعوت انصاف" اور" تعزیرات قلم" جیسی کتب کے ذریعے باطل نظریات کا پردہ چاک کیا۔[9]

ان کی تحریری دعوتی کاوشوں کا اثر یہ ہوا کہ عام مسلمان اپنے عقائد کے دفاع کے لیے علمی طور پر مستعد ہو گیا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ دعوتِ دین صرف جذباتی تقریروں کا نام نہیں بلکہ یہ ٹھوس علمی دلائل کی متقاضی ہے۔ عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے اندر جو فکری استحکام نظر آتا ہے، اس میں علامہ کی ان تحریری دعوتی خدمات کا بڑا حصہ ہے، جنہوں نے الحاد اور گمراہ کن فرقوں کے سامنے بند باندھ دیا۔ انہوں نے اپنے دور کے فتنوں، جیسے قادیانیت اور منکرینِ حدیث، کا جس دلیری سے مقابلہ کیا، اس نے امت کو فکری پراگندگی سے بچالیا۔

تبلیغی دوروں کے عصر حاضر پر اثرات

علامہ ارشد القادری محض خطیب نہیں بلکہ ایک عالمگیر مبلغ اور مدبر تھے، جنہوں نے عصرِ حاضر کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے بیرونِ ملک تبلیغی اسفار کیے۔ ان کا مقصد صرف وعظ و نصیحت نہیں تھا بلکہ مسلم اقلیتوں کی فکری و دینی تربیت، احساسِ کمتری کا خاتمہ اور انہیں قرآن و سنت سے مضبوطی سے وابستہ کرنا تھا۔ ان کی مدلل اور مؤثر دعوت نے مغربی معاشرے میں اسلام کا پرامن، روادار اور استدلالی تعارف پیش کیا اور مسلمانوں میں دینی تشخص و فکری وحدت کو مضبوط کیا۔ یوں ان کے تبلیغی اسفار نے مختلف ممالک میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور عالمی مسلم رابطے کے استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔

1975-1974ء عظیم عالمی دعوتی سفر اور اس کے ثمرات

علامہ ارشد القادری کے تبلیغی دوروں میں 1974-1975 کا عالمی سفر اسلامی تاریخ کا ایک سنہرا اور ناقابلِ فراموش باب ہے۔ جب ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں آیا تو اس مشن کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لیے علامہ نے دیگر اکابرین، جن میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبد الستار خان نیازی اور پروفیسر شاہ فرید الحق نمایاں تھے، کے ہمراہ ایک طویل ترین دعوتی سفر کا آغاز کیا۔ اس وفد نے حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد افریقہ کا اٹھارہ روزہ دورہ کیا، جس کے بعد برطانیہ میں قیام کیا، اور پھر امریکہ، کینیڈا، جنوبی امریکہ (سورینام)، مغربی جرمنی، سپین، تیونس، الجزائر، مصر، لیبیا اور ترکی جیسے ممالک کے طوفانی دعوتی اسفار کیے۔ عصرِ حاضر کے تناظر میں اس دورے کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ اور ان کے رفقاء نے محض چند ماہ میں ایک لاکھ میل سے زائد کا سفر طے کیا اور چھ سو سے زائد تبلیغی اجتماعات سے خطاب فرمایا۔[10]

علامہ ارشد القادری کے عالمی دعوتی اسفار کے نتیجے میں مختلف ممالک کے مسلمانوں میں مذہبی و اجتماعی اتحاد کا جذبہ پیدا ہوا اور وہ ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم پر ایک دوسرے کے قریب آئے۔ ان کی مدلل اور عام فہم تقاریر نے خصوصاً مغربی ممالک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو متاثر کیا اور اسلام سے متعلق شکوک و شبہات کے ازالے میں اہم کردار ادا کیا۔ یورپ و امریکہ میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور مسلمانوں کے عالمی رابطے میں ان کے وسیع دعوتی اسفار کا نمایاں کردار تھا۔

سورینام (جنوبی امریکہ) کا سفر اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی

تبلیغی دوروں کے عصرِ حاضر پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے علامہ کے دورہِ سورینام کو نظریاتی حوالے سے بہت اہم قرار دیا جاسکتا ہے۔ جنوبی امریکہ میں واقع سورینام ایک ایسا خطہ ہے جہاں 1868ء کے لگ بھگ ڈچ دورِ حکومت میں ہندوستان کے مختلف حصوں (بنیادی طور پر یوپی اور بہار) سے ہزاروں مسلمان اور ہندو بطور مزدور لائے گئے تھے۔ ڈیڑھ صدی گزر جانے کے باوجود ان لوگوں نے کسی حد تک اپنا تشخص تو برقرار رکھا، لیکن علماء کی عدم موجودگی کے باعث وہ دینی اور نظریاتی طور پر انتہائی کھوکھلے ہو چکے تھے۔ اس خلا کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی مبلغین وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے "انجمن احمدیہ" کے نام سے مرکز قائم کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو قادیانیت اور ختمِ نبوت کے انکار کے جال میں پھنسانا شروع کر دیا۔ جب اکتوبر 1975ء میں علامہ ارشد القادری سورینام پہنچے، تو انہوں نے وہاں اسلام کو ایک شدید نظریاتی حملے کی زد میں پایا۔ آپ نے دارالحکومت پاراماری بو اور ضلعی مرکز نکیری میں بڑے تبلیغی اجتماعات منعقد کیے۔ ان دوروں اور خطابات کا عصرِ حاضر پر یہ بے مثال اثر مرتب ہوا کہ آپ نے قادیانیت کا حقیقی اور بھیانک چہرہ بے نقاب کر کے وہاں کے مسلمانوں کے عقائد کو بچا لیا۔[11]

آپ کی تقاریر میں اتنی تاثیر اور دلائل میں اتنی قوت تھی کہ وہ مسلمان، جو لاشعوری طور پر گمراہی کے دہانے پر کھڑے تھے، دوبارہ عقیدۂ ختمِ نبوت اور سچے اسلام کی طرف پلٹ آئے۔ اگر علامہ بروقت وہاں کا دورہ نہ کرتے تو شاید آج جنوبی امریکہ کا وہ پورا خطہ قادیانیت کا گڑھ بن چکا ہوتا۔ آپ کے اس دورے نے وہاں ایک ایسی نظریاتی بیداری پیدا کی کہ آج سورینام میں مسلمانوں کا ایک مضبوط قلعہ موجود ہے۔

افریقہ کا دعوتی سفر اور کینیا و ماریشس میں دینی بیداری

براعظم افریقہ میں علامہ ارشد القادری کے تبلیغی دورے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے۔ 1975 کے آغاز میں علامہ کا وفد کینیا کے دارالحکومت نیروبی پہنچا۔ نیروبی میں پنگانی مسجد، ایسٹلے مسجد اور جامع مسجد میں عظیم الشان اجتماعات منعقد ہوئے، جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ نیروبی کے ان اجتماعات میں علامہ کی تقاریر نے افریقی مسلمانوں کے دلوں کو موہ لیا اور وہاں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔[12]

کینیا کے بعد یہ وفد ماریشس پہنچا، جہاں پندرہ دن قیام کیا گیا۔ ماریشس میں علامہ کی مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں کہ 30 سے زائد بڑے اجتماعات منعقد ہوئے، اور وہاں کے مسلمانوں نے علامہ کی استدلالی گفتگو سے اتنا اثر قبول کیا کہ ان کے تقاریر کی آڈیو ریکارڈنگز پورے ملک میں پھیل گئیں۔ عصرِ حاضر میں اس کا اثر یہ ہے کہ ماریشس کے وہ دیہی علاقے جہاں یوپی اور بہار سے تعلق رکھنے والے ہندی اور بھوجپوری بولنے والے مسلمان آباد تھے، علامہ نے ان کی مقامی اور مادری زبان میں انہیں دین کا پیغام پہنچایا، جس کی وجہ سے ہندو اور مسلم دونوں شدت سے متاثر ہوئے۔ علامہ کے ان افریقی دوروں نے وہاں کے مقامی مسلمانوں کو ان کے حقوق، اسلامی تہذیب اور عالمی حالات سے آگاہ کیا۔ آج افریقہ میں ورلڈ اسلامک مشن کے تحت جو درجنوں

دارالعلوم اور مساجد کام کر رہے ہیں (جیسے ڈربن، جنوبی افریقہ میں دارالعلوم علیمیہ)، ان کی فکری بنیادوں میں علامہ کے ان پر مغز تبلیغی اسفار کا خونِ جگر شامل ہے جس نے براعظم افریقہ کو اسلام کے ایک مضبوط گڑھ میں تبدیل کر دیا۔

یورپ میں اسلامی تشخص کا تحفظ

برطانیہ اور بالخصوص بریڈ فورڈ میں علامہ ارشد القادری کے تبلیغی دوروں نے یورپ میں اسلامی تہذیب کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔ برطانیہ کے دورے میں علامہ نے محسوس کیا کہ اگر یورپ میں مقیم مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کو الحاد اور مغربی مادر پدر آزاد کلچر سے نہ بچایا گیا تو ان کا اسلامی تشخص مکمل طور پر مٹ جائے گا۔ آپ نے 1974 میں بریڈ فورڈ میں ایک عظیم الشان تاریخی کام کیا؛ ورلڈ اسلامک مشن اور مقامی تنظیموں کے تعاون سے ایک عظیم الشان چرچ کی عمارت کو خریدا گیا۔ یہ چرچ کی عمارت خرید کر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، ایک حصے میں "مسجد تبلیغ الاسلام" قائم کی گئی اور دوسرے حصے میں "اسلامک مشنری کالج" کی بنیاد رکھی گئی۔[13]

امریکہ، کینیڈا اور ویسٹ انڈیز کا دعوتی سفر اور مغربی مادہ پرستی کا مقابلہ

علامہ ارشد القادری کے عالمی تبلیغی دوروں کا ایک اور اہم پڑاؤ براعظم شمالی امریکہ تھا۔ 1975ء میں جب آپ نے برطانیہ اور افریقہ کے کامیاب دورے مکمل کر لیے، تو آپ کا وفد امریکہ اور کینیڈا کی طرف روانہ ہوا۔ امریکہ، جو کہ عالمی مادہ پرستی اور سرمایہ دارانہ نظام کا گڑھ سمجھا جاتا ہے، وہاں بسنے والے مسلمانوں کے لیے اپنے ایمان اور اسلامی اقدار کو بچانا ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ مآخذ کے مطابق، آپ نے نیویارک اور شکاگو جیسے بڑے شہروں میں متعدد تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ ان دوروں کا عصر حاضر پر سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ امریکی مسلم کمیونٹی، جو مغربی چکاچوند میں اپنی روحانیت کھو رہی تھی، اسے دوبارہ اسلامی اخلاقیات سے جوڑ دیا گیا۔ آپ کی تقاریر نے امریکی مسلمانوں میں یہ احساس بیدار کیا کہ اسلام صرف مساجد تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ امریکہ کے بعد آپ کینیڈا اور پھر ویسٹ انڈیز اور کیریبین ممالک (جیسے سورینام اور کراساؤ) گئے۔ کراساؤ (جنوبی امریکہ) میں ہونے والی انٹرنیشنل اسلامک گلڈ کانفرنس میں آپ کی شرکت نے عالمی سطح پر اسلامی نقطہ نظر کو بھرپور نمائندگی بخشی۔[14]

آج شمالی امریکہ اور کینیڈا کے درجنوں شہروں میں جو اسلامی مراکز اور ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں فعال ہیں، وہ آپ کے انہی ابتدائی دوروں کی مرہونِ منت ہیں، جنہوں نے مغربی دنیا میں اسلام کے پیغام کو ادارہ جاتی شکل دی۔

ایران کا دورہ اور سنی مسلمانوں کے حقوق کی وکالت

فروری 1983ء میں علامہ ارشد القادری نے اسلامی انقلابِ ایران کی چوتھی سالگرہ کے موقع پر تہران اور قم کا دورہ کیا اور وہاں کے مذہبی، سیاسی و تعلیمی حالات کا جائزہ لیا۔ آیت اللہ خمینی سے ملاقات کے دوران انہوں نے جرات مندی سے ایران کے سنی مسلمانوں کے مذہبی، تعلیمی اور سیاسی حقوق کا مسئلہ اٹھایا اور ان کے جائز حقوق کی فراہمی پر زور دیا۔ ان کے دلائل کو توجہ سے سنا گیا اور سنی مسلمانوں کے حالات بہتر بنانے کے لیے ہدایات جاری کی گئیں۔ یہ دورہ علامہ ارشد القادری کی عالمی سطح پر اہلِ سنت کے حقوق کے لیے جرات مندانہ ترجمانی اور حق گوئی کی نمایاں مثال ہے۔

ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں کا قیام

علامہ ارشد القادری کے تبلیغی دوروں کا ایک عظیم اور دیرپا اثر یہ ہے کہ ان دوروں نے سنی مسلمانوں کو عالمی سطح پر ایک مضبوط اور منظم کر دیا۔ لندن اور یورپ میں ہونے والی کانفرنسوں اور دوروں کے بعد ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں دنیا کے 24 ممالک میں قائم کر دی گئیں۔ ان ممالک میں برطانیہ، ہالینڈ، فرانس، جرمنی، ناروے، ڈنمارک، ماریشس، سورینام، کینیڈا، امریکہ، ٹرینیڈاڈ، بھارت، اور پاکستان جیسے اہم ممالک شامل تھے ہر ملک میں ممتاز علماء اور دانشوروں پر مشتمل ایڈہاک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں تاکہ یہ مشن عالمی سطح پر منظم طریقے سے اسلام کی دعوت پھیلا سکے۔[15]

عصر حاضر میں اس عالمی تنظیمی ڈھانچے کا اثر یہ ہے کہ آج ورلڈ اسلامک مشن کے تحت افریقہ، یورپ، اور امریکہ میں درجنوں اسلامی مراکز، مساجد، اور دارالعلوم دن رات دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ان دوروں نے منتشر اور مقامی سطح تک محدود سنی تنظیموں کو ایک عالمی لڑی میں پرو دیا اور امت کو ایک متحرک، باشعور، اور بین الاقوامی قیادت فراہم کر دی۔

ورلڈ اسلامک مشن کے عصرِ حاضر پر اثرات

عصرِ حاضر میں علامہ ارشد القادری کی نظریاتی اور تنظیمی بصیرت کا نمایاں مظہر "ورلڈ اسلامک مشن" کا قیام ہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یورپ، امریکہ اور افریقہ میں مقیم مسلمانوں کی نئی نسلیں مادی ترقی کے باوجود اپنے دینی تشخص اور عقائد سے دور ہو رہی ہیں۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر علامہ نے اکابرینِ اہلِ سنت کے تعاون سے ایک عالمگیر تنظیم کے قیام کی کوشش کی، جو مسلمانوں کی فکری و دینی رہنمائی اور اسلامی تشخص کے تحفظ کا ذریعہ بنے۔ یہ مشن محض ایک تنظیم نہیں بلکہ اسلام کی پرامن اور آفاقی تعلیمات کو عالمی سطح پر پیش کرنے اور مسلمانوں کو اپنے دینی تشخص سے وابستہ رکھنے کی ایک اہم دعوتی کاوش تھی۔

مکہ مکرمہ میں تاریخی مشاورتی اجلاس اور تنظیم کا قیام

ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد کسی عام شہر میں نہیں بلکہ اسلام کے مرکز مکہ مکرمہ میں رکھی گئی، جو اس کی روحانی اور عالمگیر حیثیت کو ظاہر کرتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد علامہ ارشد القادری اور دیگر اکابرینِ اہلِ سنت نے ایک

مشاورتی نشست کا انعقاد کیا، جس میں عالمی تنظیم کے قیام کی ضرورت پر تفصیلی بحث کی گئی1 اس مشاورت کے بعد متفقہ طور پر ایک تنظیم کے قیام کا فیصلہ ہوا اور اس کا نام "ورلڈ اسلامک مشن (World Islamic Mission) " تجویز کیا گیا2 اس تاریخی اجلاس میں ایک انتہائی دور اندیشانہ فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہندوستان یا پاکستان کے بجائے برطانیہ (لندن) میں رکھا جائے گا، تاکہ تنظیم کو برصغیر کی مقامی اور سیاسی کشمکش سے محفوظ رکھا جاسکے اور عالمی سطح پر کام کرنے میں کوئی سیاسی دشواری پیش نہ آئے۔[16]

ورلڈ اسلامک مشن کا دعوتی اسلوب اور عصری تقاضے

ورلڈ اسلامک مشن نے اپنے قیام کے فوراً بعد روایتی طریقوں سے ہٹ کر عصرِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق اپنا دعوتی اسلوب اور لائحہ عمل مرتب کیا۔ مشن نے یہ واضح کیا کہ اسلام کی دعوت تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ہے اور اس میں کسی رنگ، نسل یا مذہب کی کوئی تفریق نہیں ہوگی5 تاہم، ترجیحی بنیادوں پر مسلمانوں کی اصلاح اور انہیں قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی جائے گی5 اس مشن کا ایک عظیم الشان دعوتی اصول یہ طے پایا کہ اسلام کی خوبیاں جدید ذہنوں کے فہم اور منطق کے مطابق پیش کی جائیں گی تاکہ پڑھے لکھے نوجوان اور غیر مسلم از خود متاثر ہو کر اسلام کی طرف راغب ہوں، اور کسی قسم کا جبر یا لالچ استعمال نہیں کیا جائے گا5 مزید برآں، مشن نے نوجوان نسل اور بچوں کی دینی تربیت کے ساتھ ساتھ خواتین کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی تاکہ عائلی زندگی، خاندانی روایات، اور نئی نسل کی پرورش اسلامی خطوط پر استوار ہو سکے۔[17]

ورلڈ اسلامک مشن محض ایک تنظیم کا نام نہیں بلکہ یہ عصرِ حاضر کی ایک ہمہ گیر اور انقلاب آفریں تحریک ہے۔ علامہ ارشد القادری، علامہ شاہ احمد نورانی، اور دیگر عبقری شخصیات کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج یہ مشن پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ مشن نے مغربی دنیا کے چیلنجز کا جواب جذباتی نعروں سے نہیں بلکہ تعلیمی اداروں، ریسرچ سینٹرز، مساجد، اور بین الاقوامی زبانوں میں لٹریچر کی فراہمی سے دیا ہے۔ اس مشن کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اس نے نسلِ نو کو الحاد اور مغربی مادر پدر آزاد تہذیب کے طوفان سے بچا کر انہیں فخر کے ساتھ ایک مثالی مسلمان کی حیثیت سے جینا سکھایا۔ آج جب ہم یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ورلڈ اسلامک مشن کے تحت چلنے والے سینکڑوں دارالعلوم اور مساجد دیکھتے ہیں، تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ علامہ ارشد القادری کا وہ خواب جو انہوں نے 1972ء میں مکہ مکرمہ کی پاکیزہ فضاؤں میں دیکھا تھا، وہ آج عصرِ حاضر کے ہر خطے میں ایک زندہ حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔

دعوتِ اسلامی کے عصر حاضر پر اثرات

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی فکری، اخلاقی اور نظریاتی اصلاح کے لیے علامہ ارشد القادری کی عملی جد وجہد کا نمایاں مظہر "دعوتِ اسلامی" ہے۔ علامہ کی خواہش تھی کہ دین کا پیغام مدارس اور مساجد تک محدود نہ رہے بلکہ عام مسلمانوں کے گھروں، بازاروں اور معاشرے تک پہنچے۔ اسی مقصد کے تحت اگست 1981ء میں پاکستان کے دورے کے دوران دارالعلوم امجدیہ کراچی میں انہوں نے اپنے دعوتی منصوبے پر غور کیا اور علامہ شاہ احمد نورانی، مفتی وقار الدین، مفتی ظفر علی نعمانی اور علامہ عبد المصطفیٰ ازہری جیسے جید علماء کے سامنے اپنا تصور پیش کیا۔ ان علماء نے اس منصوبے کی بھرپور تائید کی اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ یوں علامہ ارشد القادری کی یہ فکری کاوش ایک منظم دعوتی تحریک کی بنیاد بنی، جس کا مقصد مسلمانوں کی دینی، اخلاقی اور روحانی اصلاح تھا۔

لائحہ عمل (دستور) کی تیاری اور تنظیمی ڈھانچہ

دعوتی تحریک کے قیام کی اصولی منظوری کے بعد سب سے اہم اور کٹھن مرحلہ اس کا ایک جامع، منظم اور ہمہ گیر "لائحہ عمل (Constitution/Manifesto)" مرتب کرنا تھا۔ علامہ ارشد القادری اس تنظیمی حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ کوئی بھی تحریک اس وقت تک عصرِ حاضر کے چیلنجز کا کامیابی سے مقابلہ نہیں کر سکتی، جب تک اس کے مقاصد اور طریقہ کار کو ایک واضح تحریری شکل میں پیش نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں قیام کے دوران، علمائے کرام کے پرزور اصرار اور اپنی تنظیمی ذمہ داری کا گہرا احساس کرتے ہوئے، انہوں نے اس تحریک کا خاکہ اور لائحہ عمل تحریر کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ علامہ ارشد القادری نے اس کام کو اس قدر اہمیت دی کہ انہوں نے خود کو کئی دنوں تک دارالعلوم امجدیہ کے ایک کمرے میں بند کر لیا تاکہ پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ ان کی یہ محنتِ شاقہ ان کے خلوص اور تنظیمی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔[18]

امارت کی دستار بندی اور ملک گیر سطح پر تعارف

امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس قادری کے نام کی تجویز سامنے آنے کے بعد، اس پر حتمی مہر ثبت کرنے کے لیے ایک بار پھر دارالعلوم امجدیہ میں اکابرینِ اہلسنت اور مقتدر علمائے کرام، بشمول ائمہ مساجد اور شہر کے ذمہ داران کا ایک عظیم الشان مشاورتی اجلاس دہرایا گیا۔ اس اجلاس میں علامہ ارشد القادری، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، مفتی وقار الدین، اور مفتی شجاعت علی قادری جیسی قد آور شخصیات موجود تھیں۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر مولانا محمد الیاس قادری کو اس عظیم عالمی تحریک کا امیر نامزد کر دیا گیا۔ عصرِ حاضر کی دعوتی تاریخ کا یہ ایک انتہائی پر وقار اور جذباتی منظر تھا جب علامہ ارشد القادری اور دیگر شیوخ و اکابرین نے اپنے دستِ مبارک سے مولانا الیاس قادری کے سر پر دعوتِ اسلامی کی "امارت کی دستار" سجائی اور اس نوخیز تحریک کی پوری ذمہ داری ان کے کاندھوں پر منتقل کر دی۔[19]

علامہ ارشد القادری کی فکری سرپرستی اور انتخاب کی یہ وہ کامیابی تھی جس نے ثابت کیا کہ وہ قیادت کو پہچاننے اور تراشنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے۔ کراچی کے بعد اس تحریک کو ملک گیر سطح پر متعارف کرانے کے لیے علامہ ارشد القادری اور ان کے رفقاء نے لاہور کا سفر کیا، جہاں انہوں نے وہاں کے نامور علمائے کرام اور مشائخ کے سامنے دعوتِ اسلامی کا خاکہ پیش کیا اور ان کی بھرپور حمایت اور تائید حاصل کی۔ عصرِ حاضر میں اس کا اثر یہ ہے کہ آج دعوتِ اسلامی محض ایک شہر تک محدود نہیں، بلکہ علامہ ارشد القادری کی اسی ابتدائی فکری آبیاری اور سرپرستی کے باعث یہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔

قرآنی تعلیم کا انقلاب (مدرسۃ المدینہ کے عالمگیر اثرات)

دعوتِ اسلامی کے عصرِ حاضر پر مرتب ہونے والے اثرات میں سب سے نمایاں اور انقلابی کردار اس کے تعلیمی شعبے "مدرسۃ المدینہ" کا ہے۔ علامہ ارشد القادری کی یہ سوچ تھی کہ جب تک نئی نسل کو قرآنِ پاک کی درست تعلیم سے وابستہ نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک معاشرے میں حقیقی روحانی تبدیلی ممکن نہیں۔ اسی وژن کو آگے بڑھاتے ہوئے دعوتِ اسلامی نے 8 دسمبر 1990ء کو کراچی کے علاقے سبز مارکیٹ (گرومندر) میں پہلے مدرسۃ المدینہ کی بنیاد رکھی]۔ اس ادارے کا مقصد چھوٹے بچوں اور بچیوں کو درست مخارج اور تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دینا تھا۔ اخلاص کی اس ادنیٰ سی کوشش نے اتنی تیزی سے ترقی کی کہ عصرِ حاضر کے اعداد و شمار کے مطابق، آج پوری دنیا میں مدرسۃ المدینہ کی 7051 سے زائد شاخیں قائم ہو چکی ہیں، جہاں 3 لاکھ 3 ہزار سے زائد طلباء و طالبات حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بالغ مردوں اور خواتین کے لیے بھی مدرسۃ المدینہ بالغان و بالغہ کا قیام عمل میں لایا گیا، جہاں کام کاج کرنے والے اور ادھیڑ عمر کے ہزاروں افراد کو روزمرہ کے شرعی مسائل اور درست قرآن پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔[20]

عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے پر اس تعلیمی انقلاب کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ آج گھر گھر میں تلاوتِ قرآن کی صدائیں گونج رہی ہیں، اور وہ نسل جو مغربی کلچر اور جدیدیت کی چکاچوند میں گم ہو رہی تھی، اسے دوبارہ قرآن و سنت کے سائے میں پناہ مل گئی ہے۔ یہ مدارس صرف تعلیم ہی نہیں دے رہے، بلکہ اخلاقی تربیت اور سنتوں کی پیروی کا ایسا عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں جس نے لاکھوں خاندانوں کے خاندانی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا ہے۔

اعلیٰ اسلامی تعلیم کی ترویج (جامعۃ المدینہ اور جدید کورسز)

عصرِ حاضر کے جدید چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے دعوتِ اسلامی نے محض بنیادی قرآنی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اعلیٰ اسلامی اور عصری تعلیم کے لیے "جامعۃ المدینہ" کے نام سے عظیم الشان جامعات کا جال بچھا دیا۔ اس عظیم پروجیکٹ کا آغاز ستمبر 1994ء میں کراچی کی گودھرا کالونی سے چند طلباء کی تدریس سے کیا گیا تھا۔ آج یہ ادارہ ایک ایسا عظیم تعلیمی نیٹ ورک بن چکا ہے جس کی مثال عصرِ حاضر میں ملنا مشکل ہے۔، دنیا بھر میں جامعۃ المدینہ کے 1532 سے زائد کیمپسز کام کر رہے ہیں، جہاں 1 لاکھ 34

ہزار سے زائد طلباء و طالبات درسِ نظامی (عالم کورس) کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان جامعات کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ انہوں نے روایتی دینی تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔[21]

ان اداروں میں حدیث، فقہ، اور اسلامک بینکنگ (Islamic Banking) جیسے مضامین میں تخصص (Specialization) کے کورسز بھی کروائے جا رہے ہیں تاکہ ایسے باصلاحیت علماء تیار کیے جا سکیں جو جدید معاشی اور معاشرتی مسائل کا شرعی حل پیش کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ "جامعۃ المدینہ ماڈل" اور "کلیۃ الشریعہ" کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جہاں عصری تعلیم، جیسے بی ایس (BS)، ایم اے، اور کمپیوٹر کورسز، دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیے جا رہے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے ان تعلیمی منصوبوں نے عصرِ حاضر میں علمائے کرام کے ایک ایسے باشعور اور پڑھے لکھے طبقے کو جنم دیا ہے جو میڈیا، انٹرنیٹ، اور دیگر جدید فورمز پر اسلام کا بھرپور دفاع کر رہا ہے۔ یہ سب علامہ ارشد القادری کی اس فکر کا عملی ثبوت ہے کہ دین کی ترویج کے لیے جدید عصری ہتھیاروں سے لیس ہونا ناگزیر ہے۔

دارالافتاء اہلِ سنت اور عصرِ حاضر میں فقہی رہنمائی

دعوتِ اسلامی کے عصرِ حاضر پر مرتب ہونے والے ہمہ گیر اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے شعبہ "دارالافتاء اہلِ سنت" کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ ارشد القادری کا یہ وژن تھا کہ مسلمانوں کی محض اخلاقی اصلاح کافی نہیں، بلکہ جدید دور کے پیچیدہ معاشی، خاندانی اور معاشرتی مسائل میں ان کی شرعی رہنمائی بھی ناگزیر ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر 15 شعبان 1421ھ (مطابق 2000ء) کو دعوتِ اسلامی کے تحت دارالافتاء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عصرِ حاضر میں اس ادارے کا دائرہ کار اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں اس کی درجنوں شاخیں قائم ہیں، جہاں مستند مفتیانِ کرام عوام الناس کی شرعی رہنمائی میں مصروفِ عمل ہیں۔ اب تک اس دارالافتاء سے ڈیڑھ لاکھ سے زائد تحریری فتاویٰ جاری کیے جا چکے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے ثمرات کو سمیٹتے ہوئے، یہ ادارہ ماہانہ کم و بیش دو ہزار سوالات کے جوابات ای میل کے ذریعے، جبکہ چار ہزار سے زائد سوالات کے جوابات فون کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو فراہم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ماہانہ 10 ہزار سے زائد افراد بالمشافہ دارالافتاء آکر اپنے مسائل کا شرعی حل حاصل کرتے ہیں۔[22]

عصرِ حاضر کے نت نئے اور پیچیدہ مسائل پر غور و خوض کے لیے "مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ" اور "مجلس ریویو بورڈ" کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے، جو اس بات کی ضمانت ہے کہ جاری ہونے والے فتاویٰ دورِ حاضر کے تقاضوں اور شریعت کی روشنی میں مکمل طور پر درست ہوں۔ دارالافتاء کے تحت فقہ، معاشیات (Islamic Banking)، اور حلال و حرام کے موضوعات پر تخصص (Specialization) کے کورسز بھی کروائے جا رہے ہیں تاکہ مستقبل کے لیے ایسے ماہر فقہا تیار کیے جا سکیں جو جدید دنیا کی رہنمائی کر سکیں۔ یہ علامہ ارشد القادری کے اس وژن کی عملی تکمیل ہے کہ اسلامی شریعت ہر دور کے چیلنجز کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جدید عصری تعلیم اور دارالمدینہ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم

علامہ ارشد القادری کی فکری بنیادوں پر کھڑی دعوتِ اسلامی نے عصرِ حاضر میں اس خلیج کو کامیابی سے پاٹ دیا ہے جو جدید عصری تعلیم اور خالص اسلامی تعلیم کے درمیان حائل تھی۔ مسلمانوں کی نئی نسل کو مغربی تعلیمی نظام کے منفی اثرات سے بچانے اور انہیں ایک باوقار مسلمان شہری بنانے کے لیے "دارالمدینہ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم" کا قیام ایک انقلابی قدم ہے۔ یہ اسکول سسٹم صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ امریکہ (USA)، برطانیہ (UK)، جنوبی افریقہ اور دنیا کے مختلف خطوں میں اس کی شاخیں کامیابی سے کام کر رہی ہیں۔ عصرِ حاضر میں اس نظامِ تعلیم کے اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دارالمدینہ میں پلے گروپ (Playgroup) سے لے کر او/اے لیولز (O/A Levels) تک کی تعلیم دی جارہی ہے، اور اس وقت 45 ہزار سے زائد طلباء و طالبات ان اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ دعوتِ اسلامی نے محض اسکولز پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالمدینہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اور کالجز بھی قائم کیے ہیں، جہاں بی ایس اسلامک اسٹڈیز، بی ایس ایجوکیشن، اور بی ایس اسلامک بینکنگ (BS Islamic Banking) جیسے جدید کورسز کروائے جارہے ہیں۔ ان اداروں کا نصاب اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ طالبِ علم جدید سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشیات کی تعلیم تو حاصل کرے، لیکن اس کی فکری اور اخلاقی تربیت مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔[23]

آج دارالمدینہ سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں طلباء اس بات کا ثبوت ہیں کہ عصرِ حاضر میں دنیاوی ترقی کے لیے دین سے دوری ضروری نہیں، بلکہ دین و دنیا کا حسین امتزاج ہی مسلمانوں کی حقیقی کامیابی کا ضامن ہے۔

فلاحی و سماجی خدمات: "فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF)" خدمتِ خلق کا عملی نمونہ

اسلام صرف عقائد اور عبادات کا نام نہیں، بلکہ حقوق العباد اور انسانیت کی خدمت اس کا بنیادی جزو ہے۔ دعوتِ اسلامی نے عصرِ حاضر میں زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ عملی دعوت کے لیے "فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF)" کے نام سے ایک عظیم الشان فلاحی ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے کا مقصد قدرتی آفات میں بلا تفریق رنگ و نسل انسانوں کی مدد کرنا ہے۔ 2022ء میں جب پاکستان میں تباہ کن سیلاب آیا، جس سے 33 ملین افراد متاثر ہوئے، تو FGRF نے ہنگامی بنیادوں پر ریلیف کیمپس لگائے، کشتیوں کے ذریعے لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا، خیمے اور پکا ہوا کھانا فراہم کیا، اور پانی نکالنے کے لیے پمپس نصب کیے کووڈ-19 کی وباء اور تھیلیسیمیا کے مریضوں کی مدد کے لیے اس ادارے نے ملک بھر میں 75 ہزار سے زائد خون کے عطیات (Blood Bags) جمع کر کے ہزاروں زندگیاں بچائیں ماحولیاتی آلودگی جو کہ عصرِ حاضر کا ایک سنگین مسئلہ ہے، اس سے نمٹنے کے لیے FGRF نے "پلانٹیشن کیمپین" کے تحت پاکستان اور دنیا بھر میں 34 لاکھ (3.4 ملین) سے زائد پودے لگائے ہیں۔ اس کے علاوہ دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں جہاں پینے کا صاف پانی میسر نہیں، وہاں ہزاروں ہینڈ پمپس نصب کیے گئے ہیں۔[24]

دعوتِ اسلامی کی یہ سماجی خدمات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام ایک امن پسند اور انسانیت دوست مذہب ہے، اور عمل کے ذریعے دی جانے والی دعوت دلوں کو تسخیر کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ علامہ ارشد القادری نے 1981ء میں جس "دعوتِ اسلامی" کا بیج بویا تھا اور جس کا پہلا لائحہ عمل اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا، وہ آج عصرِ حاضر میں ایک ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں دنیا کے ہر گوشے تک پھیل چکی ہیں۔ اس تحریک نے تعلیم، فلاح، میڈیا، ٹیکنالوجی، اور تصنیف کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ علامہ ارشد القادری کی دعوتی، تنظیمی، اور روحانی بصیرت عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے کے لیے ایک عظیم ترین اثاثہ ہے جس کے ثمرات رہتی دنیا تک جاری و ساری رہیں گے۔

خلاصہ تحقیق:

یہ آرٹیکل برصغیر کے ممتاز عالمِ دین، مدرس، مصنف اور مفکر **علامہ ارشد القادری (1923ء–2002ء)** کی دینی، تعلیمی، اصلاحی اور تنظیمی خدمات کے عصرِ حاضر پر مرتب ہونے والے ہمہ گیر اثرات کا جامع تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔ مقالے کا بنیادی مدعا یہ ہے کہ علامہ ارشد القادری محض روایتی مناظر یا خطیب نہیں تھے، بلکہ انہوں نے دعوتِ دین کو ایک باضابطہ، جدید اور پائیدار تنظیمی شکل دی، جس کے ثمرات آج دنیا بھر میں نظر آرہے ہیں۔ مقالے میں علامہ کی تنظیمی بصیرت کو تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے، جس کے تحت انہوں نے مسلمانوں کو فکری انتشار اور احساسِ کمتری سے نکالنے کے لیے متعدد تاریخی پلیٹ فارم قائم کیے۔ ان میں **ادارہ شرعیہ** کا قیام، عالمی سطح پر **ورلڈ اسلامک مشن (WIM)** کی بنیاد، اور تحریک **دعوتِ اسلامی** کی فکری آبیاری اور اس کے لائحہ عمل (دستور) کی تحریر شامل ہے۔ ان پیش رفتوں نے مسلمانوں کو اپنے مذہبی تشخص، پرسنل لا اور نظریاتی حدود کے تحفظ کے لیے منظم کیا۔ تعلیمی میدان میں علامہ نے دینی اور عصری تعلیم کی خلیج کو پاٹنے پر زور دیا۔ انہوں نے جمشید پور میں مدرسہ فیض العلوم قائم کیا، جہاں سے ہزاروں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کے وژن کے تحت قائم ہونے والے جدید تعلیمی شبکوں—جیسے جامعۃ المدینہ، مدرسۃ المدینہ، اور دارالمدینہ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم—نے جدید سائنس، اقتصادیات اور کمپیوٹر سائنس کو اسلامی اقدار کے ساتھ مربوط کیا، جس سے نئی نسل الحاد اور مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن سکی۔ عالمی دعوتی اسفار کے حوالے سے آرٹیکل بتاتا ہے کہ علامہ نے یورپ، شمالی امریکہ، افریقہ اور جنوبی امریکہ (خصوصاً سورینام) کے طوفانی دورے کیے۔ ان اسفار نے دیارِ غیر میں مقیم مسلمانوں میں ایمانی بیداری پیدا کی، قادیانیت جیسے نظریاتی فتنوں کی سرکوبی کی اور درجنوں ممالک میں اسلامی مراکز و مساجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے علاوہ، فکری دفاع کے لیے ان کی تصانیف (جیسے زلزلہ اور زیر و زبر)، دارالافتاء اہل سنت کے ذریعے فقہی رہنمائی، اور فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF) کے تحت فلاحی و سماجی خدمات ان کی ہمہ گیر شخصیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ علامہ ارشد القادری کی علمی و دعوتی جدوجہد عصرِ حاضر میں مسلم امت کی فکری وحدت، تعلیمی احیاء اور اخلاقی اصلاح کا عظیم الشان اثاثہ ہے۔

مصادر و مراجع

- **القادری، ارشد، علامہ۔** صدائے درویش۔ ترتیب: ڈاکٹر خوشتر نورانی۔ تقدیم و اضافہ: ڈاکٹر غلام زرقانی قادری۔
- **القادری، ارشد، علامہ۔** "سورینام، یورپ اور امریکہ کا ایک معلوماتی سفر۔ "ماہنامہ جامِ نور) دہلی)، رئیس القلم نمبر، جون تا اگست 2002ء۔
- **عطاری مدنی، ابو النور راشد علی، مولانا۔** "دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ) فیضانِ دعوتِ اسلامی نمبر)، ستمبر 2023ء۔
- **عطاری مدنی، ابو اسید محمد جنید رضا، مولانا۔** "دعوتِ اسلامی کی ایجوکیشنل خدمات۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ) فیضانِ دعوتِ اسلامی نمبر)، ستمبر 2024ء۔
- **عطاری مدنی، حسین علاء الدین، مولانا۔** "دعوتِ اسلامی کی فلاحی خدمات۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ) فیضانِ دعوتِ اسلامی نمبر)۔
- **قادری، غلام زرقانی، ڈاکٹر۔** علامہ ارشد القادری ایک عہد ساز شخصیت۔
- **قادری، غلام زرقانی، ڈاکٹر۔** علامہ ارشد القادری اور دعوتِ اسلامی۔
- **کاظمی، امام۔**) مقالہ میں مذکور حوالے کے مطابق)۔
- **مدنی، سید اہتمام حسین، مولانا۔** "عوام و خواص کی شرعی رہنمائی اور دعوتِ اسلامی۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ) دعوتِ اسلامی نمبر)، مئی 2022ء۔
- **نظامی، محمد چاند، ڈاکٹر۔** علامہ ارشد القادری: حیات و خدمات۔
- **نورانی، خوشتر، ڈاکٹر۔** ارشد کی کہانی ارشد کی زبانی۔
- **نورانی، خوشتر، ڈاکٹر۔** برید مشرق۔
- **ہریاسی، محمد حفیظ، سید۔** ایک عالم ایک سیاستدان۔ کراچی: الکرم پبلیکیشنز، اگست 2001ء۔
- **الحق، شاہ فرید، پروفیسر، سید۔** آگاہی تحفظِ ختمِ نبوت۔ تدوین و تہذیب: محمد احمد ترازی۔ لاہور: ورلڈ ویو پبلشرز، مارچ 2021ء۔
- **اسد اللہ بن غلام محمد۔** "علامہ ارشد القادری کی تصانیف میں حدیثی اصطلاحات کا استعمال اور ان کا تعارفی مطالعہ۔" مقالہ برائے الشہادۃ العالمیہ، کنز المدارس بورڈ، جنوری 2026ء۔
- **روزنامہ / ماہنامہ اخبار۔** حجازِ جدید) دہلی)، مئی تا جون 1991ء۔
- **ادارتی ٹیم۔** "شماریاتی جائزہ۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ) فیضانِ دعوتِ اسلامی نمبر)، ستمبر 2025ء۔

[1]-Khushtar Nūrānī, Arshad kī Kahānī, Arshad kī Zabānī, p. 9.
[2]-Muḥammad Nizāmī Chānd, Dr. Allāmah Arshad al-Qādirī: Ḥayāt wa Khidmāt, p. 19.
[3]-Asad Allāh ibn Ghulām Muḥammad, Allāmah Arshad al-Qādirī kī Taṣānīf Mein Ḥadīthī Iṣṭilāḥāt kā Istimāl aur Un kā Taʿārufī Muṭālaʿah, Shahādat al-ʿĀlamiyyah Research Paper, Kanz al-Madāris Board, January 2026, p. 28.
[4] -Arshad al-Qādirī, Ṣadā-e Darwesh, arranged by Dr. Khushtar Nūrānī, introduction and additions by Dr. Ghulām Zurqānī Qādirī, p. 83.
[5] -Dr. Khushtar Nūrānī, Barīd-e Mashriq, p. 72.
[6] -Sayyid Shāh Farīd al-Ḥaqq, Āgāhī Taḥaffuẓ Khatm-e Nubuwwat, edited and revised by Muḥammad Aḥmad Tarāzī (Lahore: World View Publishers, March 2021), p. 36.
[7] -Dr. Ghulām Zurqānī Qādirī, Allāmah Arshad al-Qādirī: Ek ʿAhd-Sāz Shakhṣiyyat, p. 28.
[8] -Dr. Khushtar Nūrānī, Barīd-e Mashriq, p. 467.
[9] -Arshad al-Qādirī, Zayr-o-Zabar, p. 15.
[10] -Arshad al-Qādirī, Ṣadā-e Darwesh, p. 166.
[11] -Arshad al-Qādirī, "Suriname, Europe aur America kā Ek Maʿlūmātī Safar," Māhnāmah Jām-e Nūr, Delhi, Raʾīs al-Qalam Number, June–August 2002, p. 200.
[12] -Sayyid Shāh Farīd al-Ḥaqq, Āgāhī Taḥaffuẓ Khatm-e Nubuwwat, edited and revised by Muḥammad Aḥmad Tarāzī, p. 58.
[13] -Ḥijāz Jadīd, Delhi, May–June 1991, p. 94.
[14] -Sayyid Shāh Farīd al-Ḥaqq, Āgāhī Taḥaffuẓ Khatm-e Nubuwwat (Lahore: World View Publishers, March 2021), p. 96.
[15] -Dr. Ghulām Zurqānī Qādirī, Allāmah Arshad al-Qādirī: Ek ʿAhd-Sāz Shakhṣiyyat, p. 249.
[16] -Dr. Khushtar Nūrānī, Barīd-e Mashriq, p. 580.
[17] -Sayyid Muḥammad Ḥafīẓ, Ek ʿĀlim, Ek Siyāsatdān (Karachi: al-Nūr Publications, Saddar, August 2001), p. 16.
[18] -Imām Kāẓimī, p. 101.
[19] -Dr. Ghulām Zurqānī Qādirī, Allāmah Arshad al-Qādirī aur Daʿwat-e Islāmī, p. 468.
[20] -Mawlānā Abū al-Nūr Rāshid ʿAlī ʿAṭṭārī Madanī, "Daʿwat-e Islāmī kī Dīnī Khidmāt," Māhnāmah Fayẓān-e Madīnah, Fayẓān-e Daʿwat-e Islāmī Number, September 2023, p. 47.
[21] -"Shumārīyātī Jāʾizah," Māhnāmah Fayẓān-e Madīnah, Fayẓān-e Daʿwat-e Islāmī Number, September 2025, p. 45.
[22] -Mawlānā Sayyid Bahrām Ḥusayn Madanī, "ʿAwām-o-Khawāṣ kī Sharʿī Rahnumāʾī aur Daʿwat-e Islāmī," Māhnāmah Fayẓān-e Madīnah, Fayẓān-e Daʿwat-e Islāmī Number, September 2022, p. 56.
[23] -Mawlānā Abū Asīd Muḥammad Junayd Riḍā ʿAṭṭārī Madanī, "Daʿwat-e Islāmī kī Educational Khidmāt," Māhnāmah Fayẓān-e Madīnah, Fayẓān-e Daʿwat-e Islāmī Number, September 2024, p. 26.
[24] -Mawlānā Ḥusayn ʿAlāʾ al-Dīn ʿAṭṭārī Madanī, "Daʿwat-e Islāmī kī Falāḥī Khidmāt," Māhnāmah Fayẓān-e Madīnah, p. 25.